The Journal of Arts, Sociology and Humanities
Volume 3, Number 1, May 2025, www.thejash.org.pk, editor@thejask.org.pk

خواتین کا حقِ تعلیم و تعلّم اور سیرت طیبہ محمدﷺ کے تحت قائم کردہ اصول و طریقہ کار

شگفتہ عمر*

Abstract

Islam grants women comprehensive rights across all spheres of life, including education, which the Qur'an and Hadith define as an individual obligation (fard 'ayn) for both men and women. The Prophet Muhammad (PBUH) laid down foundational principles supporting women's educational empowerment. Historically, Muslim women have made significant contributions to Islamic scholarship and societal development. In line with the Prophetic model, Islamic teachings emphasize the creation of supportive educational environments and stress the moral obligation to ensure women's access to both religious and secular knowledge. Neglecting women's education is regarded by scholars as a serious matter of accountability before Allah, making it essential to revive the legacy of educated Muslim women and prepare the current generation to serve as active, informed contributors to society.

Keywords: Women's Education, Sunnah, Women's Rights, Shariat

خلاصہ

اسلام میں خواتین کے جن حقوق کا تعین اور تحفظ کیا گیا وہ سماجی، معاشرتی، قانونی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی غرض ہر شعبہ زندگی پر محیط ہیں۔ قرآن و حدیث کے مطابق عورت کے لیے علم حاصل کرنا اور تعلیم دینا مردوں کی طرح فرض عین قرار پایا۔ خواتین کے ح ق تعلیم و تعلم کی اہمیت، فرضیت اور استحکام کے لیے نبیصلی اللہ علیہ وسلم نے قران ن اسالم کو کی روشنی میں اپنے اقوال و افعال کے ذریعے مستحکم اصول و ضوابط طے کیے، جنہوں نے مسلسل راہ عمل فراہم کی۔ اور یوں خواتین عہد نبوی سے لے کر آج تک تفسیر و حدیث، فقہ و افتاء اور دیگ ر عصری علوم میں گراں قدر خد مات انجام دیتے ہوئے اپنے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں مثالی کردار ادا کرنے کے الئق ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرزعمل کو بنیاد بناتے ہوئے جلیل

* ہیڈ(ر)دعوہ اکیڈمی،انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی،.ہیومن رائٹس لاء، ریسرچ ڈائریکٹر ویمن ایڈٹرسٹ پاکستان.
ای میل: shagufta.omar@iiu.edu.pk

القدرصحابہ کرا م اور بعد کے ادوار میں مرد علماء نے ہمیشہ خواتین کے علمی مقام و مرتبے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس کا اعتراف کیا۔ سیر ت طیبہ کی روشنی میں خواتین کے تعلیم و تعلم کے لیے وضع کردہ اصول و طریقہ کار میں گھروں میں خواتین کی تعلیم کے لئے ماحول کی فراہمی، ان کے لیے معاشرتی سطح پر تعلیم کے خصوصی انتظامات، حصول علم اور ترویج علم کے لئے حوصلہ افزائی، بنیادی عمومی تعلیم کے ساتھ تخصص سے اسلا می علوم اور عصری علوم کے حصول کی ترغیب اور صحت مند مواقع اور ماحول کی فراہمی، تربیت و کردار سازی اوردعو ت اسلام اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کےفریضہ کی تیاری شامل ہیں۔ تشکیل و تعمیر معاشرہ میں خواتین کے اہم کردار کے باعث مسلم علماء اس پرمتفق ہیں کہ خواتین کی تعلیم میں تسا ہلی پرہمیں اللہ تعالی کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں صحابیا ت اور دیگر بلند حوصلہ مسلم خواتین کے کارناموں کو اپنایا جائے اوران کے کے نقش قدم پر چلتے ہوئےموجودہ عہد کی خواتین کو تعلیم یافتہ اور معاشرے کے لیے کارآمد فرد بنایا جائے۔

اسلام کا مقصد وحید تمام دنیا کو ایک سطح پر لانا تھا اسی لیے اس نے اپنی تعلیمات، احکام اور قوانین کے ذریعے سے دنیا کو مساوات کا پیغام دیا جس سے مذہب، اخلاق، تمدن اور سیاست ایک نئے عالم میں ڈھل گئے۔ اسلام سے پہلے دنیا میں یونان، مصر، بابل اورایران کی عظیم الشان تہذیبوں نے جس قدر ترقی کی تھی صرف ایک صنف (مرد) کے اخلاقی اور دماغی قوتوں کا کرشمہ تھی اور ان میں صنف نازک (عورت) کی آبیاری کو کوئی دخل نہ تھا۔ اسلام آیا تو اس نے دونوں اصناف (مرد و عورت) کی جدوجہد کو وسائل ترقی میں شامل کر لیا۔ یوں اسلامی تمدن میں ایک نئی بہار اور گلہائے رنگ و بو نمایاں ہوئے۔ اسلام کی تعلیمات کی بدولت ایک ایسی قوم جو علمی میدان میں بہت پیچھے تھی، جلد ہی علم و فنون میں ترقی کرنے لگی۔ یہاں تک کہ غلام اور باندیاں بھی تعلیم یافتہ ہوئیں۔ مرد و خواتین نے مل کر علم کو فروغ دیا، اور کئی نئے علوم و فنون وجود میں آئے۔

قران و حدیث میں خواتین کے جن حقوق کا تعین اور تحفظ کیا گیا وہ سماجی، معاشرتی، قانونی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی غرض ہر شعبہ زندگی پر محیط ہیں۔ اسلام کے عطا کردہ حقوق اور مقام کے باعث خواتین اپنی تمام نسوانی خصوصیت کے ساتھ بالواسطہ اور بلا واسطہ اپنے معاشرے کی تعمیر و ترقی اور اپنی تہذیب کے فروخت میں مثالی کردار ادا کرنے کے لائق ہوئیں۔ اور یوں وہ عہد نبوی سے لے کر اج تک مذہبی، سیاسی، علمی اور عملی کارنامے انجام دے رہی ہیں۔ جب مغربی دنیا کی عورت 16 ویں اور 17 ویں صدی میں تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے اور تعلیمی اسناد کےحق کے لیے جدوجہد کر رہی تھی اس وقت اسلام کے تحت ساتویں صدی میں عورت کے لیے علم حاصل کرنا اور تعلیم دینا مردوں کی طرح فرض قرار دیا جا رہا تھا۔

خواتین کے حقِ تعلیم و تعلّم کی اہمیت، فرضیت اور استحکام کے لیے نبیﷺ نے قران کی روشنی میں اپنے اقوال و افعال کے ذریعے مستحکم اصول و ضوابط طے کیے، جس کے شاندار نتائج عہد نبوی میں ہی مرتب ہونے

شروع ہوئے اور بعد ازاں تاریخ کے اوراق پر انمٹ نشانات ثبت کرتے ہوئے تہذیبی ارتقا کے ساتھ ساتھ مسلسل خواتین اسلام کو راہ عمل فراہم کر رہے ہیں۔ انہی رویّوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ صحابیاتؓ سے لے کر آج تک ہر دور میں ایسی ہزاروں خواتین گزری ہیں جنہوں نے علم دین کی نشر و اشاعت میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ انہوں نے تعلیم و تدریس کے انداز میں بھی کام کیا اور تصنیف و تالیف کے طور پر بھی۔ تفسیر و حدیث فقہ و افتاء اور دیگر علوم میں بھی خواتین نے مہارتیں حاصل کیں جو معاشرے کے لئے منفعت کا باعث بنیں۔
زیر نظرمضمون میں سیرتِ طیبہ کی روشنی میں خواتین کے تعلیم و تعلّم کے لیے وضع کردہ اصول و طریقہ کار کا مختصر احاطہ پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

1۔ بلا تخصصِ صنف اہمیت و فرضیت علم (قران و حدیث کی روشنی میں):

علم انسان کو اس کے مقصد زندگی سے آگاہ کرتا ہے۔ نیک و بد، مفید اور نقصان دہ کی پہچان کرواتا ہے اور اسے حیوانوں کی سطح سے بلند کرتے ہوئے انسانیت کی سطح تک پہنچا کراشرف المخلوقات بناتا ہے۔ علم کی اہمیت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ اللہ تعالی نے قران کریم کی سب سے پہلی وحی جو اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی وہ علم کے حصول، مقاصد اور ذرائع علم سے متعلق تھی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ - اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ - الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ - عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ

’پڑھو (اے نبیﷺ) اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو، اور تمھارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا، انسان کو عہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا‘۔

دنیا کے پہلے انسان آدم کی تخلیق کے بعد سب سے پہلی نعمت جس سے انہیں نوازا گیا تھا وہ علم ہے جس کی بنا پر آدم کو مسجود ملائکہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ نسل آدم کے لئے بھی معیارِ فضیلت اور درجات کی بلندی کا سبب علم ہی قرار پایا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

’اور اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا پھر فرمایا مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو‘۔

یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ

’تم میں سے اللہ ایمان داروں کے اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کرے گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے‘۔

صلاحیت نطق اور تعلیم کو انسان کی تخلیق کے بنیادوں میں سے ذکر کیا گیا۔ نیز علم کے حصول مقاصد اور ذرائع علم سے متعلق بھی قران میں پہلی قسم قلم کی کھائی گئی۔ٱلرَّحۡمَـٰنُ-عَلَّمَ ٱلۡقُرۡءَانَ -خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ-عَلَّمَهُ ٱلۡبَيَانَ- 'نہایت مہربان خدا نے اس قرآن کی تعلیم دی ہے۔اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا'۔ نٓ ۚ وَٱلۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُونَ ' ن۔ قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جسے لکھنے والے لکھ رہے ہیں'۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا. ترجمہ:' کیا وہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا دلوں پر تالے لگ رہے ہیں ' اور وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ 'اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ کے حکم کے ذریعے آفاق و انفس (کائنات کے اسرار و رموز اور اپنی ذات میں پنہاں) نشانیوں پر غور و فکر اور تدبر کی دعوت دی گئی۔ إِنَّمَا يَخۡشَى ٱللَّهَ مِنۡ عِبَادِهِ ٱلۡعُلَمَـٰٓؤُاْۗ کہہ کر یہ بھی بتا دیا گیا کہ 'اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں'۔ اہل علم اور علم سے بے بہرہ افراد کے فرق کو واضح کیا گیا۔ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى ٱلَّذِينَ يَعۡلَمُونَ وَٱلَّذِينَ لَا يَعۡلَمُونَۗ '(اے نبی) ان سے پوچھو کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں'؟

'طلبُ العلمِ فريضةٌ علَى كلِّ مسلمٍ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے' کے ذریعے صرف ترغیب نہیں بلکہ علم کو فرض قرار دے دیا گیا۔ یہاں 'مسلم' سے مراد مسلمان مرد اور عورت دونوں ہیں چونکہ اس سے پہلے لفظ 'کلِّ' آیا ہے، لہٰذا کوئی مسلمان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ آپﷺ کے ذریعے ہمیں یہ دعا بھی سکھائی گئی کہ 'رب زدنی علما' 'اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما'۔ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی چیز علم سے افضل اور برتر ہوتی تو اللہ تعالی اپنے نبیﷺ کو حکم دیتا کہ وہ اُس میں سے مزید طلب کریں۔ اسی لیے رسول اللہﷺ نے علماء کے قلم کی روشنائی کو شہداء کے خون کے مساوی قرار دیا۔ دینی اور دنیاوی علوم کی تقسیم کو ختم کیا گیا۔ البتہ بحیثیت کامیاب انسان اورمسلمان، زندگی گزارنے کے لیے بنیادی علوم کو فرضِ عین یعنی ہر شخص کے لئے لازمی جبکہ معاشرے کی معاشی، معاشرتی، سیاسی کے لئے ترقیاتی علوم کو فرض کفایہ قرار دیا گیا، نیز مذموم علوم کی وضاحت کر دی گئی۔

تعلّم کے حوالے سے آپﷺ کے ارشادات اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً ' بے شک مجھے مُعلّم بنا کر بھیجا گیا'، بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً 'مجھ سے پہنچاؤخواہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو'، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الغَائِبَ 'حاضر (موجود) کے لیے لازم ہے کہ وہ غیر موجود تک پہنچائے'اور 'خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ' 'تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے' کے ذریعے سے قرآن سیکھنے اورسکھانے کے عمل کو بہترین قرار دیا گیا۔

ان تمام آیات اور احدیث مبارکہ میں انسان، مسلم اورعباد الرحمن کا اطلاق مرد اور عورت دونوں پر ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ احکام و ہدایات تمام نوع انسانی کوبلا امتیازِ جنس یکساں طور پر تعلیم اور تعلّم کی ذمہ داری میں شریک ٹھہراتی ہیں۔

2. خواتین کی تعلیم کے خصوصی انتظامات:

خواتین نے آپﷺ سے نمازوں کے دوران بھی علم حاصل کیا، وہ جمعہ کے خطبات بھی سنتیں اور آپﷺ نے انہیں عید کے بڑے اجتماعات میں شمولیت کا بھی حکم دیا۔ سیدہ ام عطیہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں، ’ہمیں نبی کریمﷺ نے حکم دیا کہ ہم جوان، کنواری لڑکیوں اور پردہ نشین عورتوں کو دونوں عیدوں میں (نماز کے لیے عید گاہ) لائیں اور حکم دیا کہ حیض والیاں مسلمانوں کی نماز کی جگہ سے دور رہیں۔‘ یعنی آپﷺ نے عید کے بڑے اجتماعات میں تاکیداً خواتین کو گھروں سے نکلنے کا حکم دیا، حتی کہ حیض والی خواتین کو بھی نکلنے کی تلقین فرمائی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عید گاہ جانے سے مقصود صرف نماز پڑھنا ہی نہ تھا بلکہ ان تعلیمات میں استفادہ کرنا تھا جو خطبہ عید میں دی جاتی تھیں۔ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے خاتون نے سوال کیا، ’کہ اللہ کے رسولﷺ اگر باہر نکلنے کے لیے ہم میں سے کسی کے پاس پردہ کے لیے جلباب نہ ہو تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟ آپﷺ نے فرمایا، ’ایسی خاتون اپنے کسی بہن کا جلباب اوڑھ لے‘۔

جمعہ کا خطبہ سننے بھی خواتین ذوق و شوق سے دربار نبویﷺ میں حاضر ہوتیں۔ سیدہ بنت حارثہ بن نعمانؓ نے سورہ کہف آپﷺ سے سن کر یاد کرلی تھی جسے آپﷺ جمعہ کے خطبے میں پڑھتے تھے۔ اسی طرح سیدہ خولہ بنت قیسؓ نماز جمعہ میں خواتین کی کثرت اور آپﷺ کی بلند آواز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ میں آپﷺ کا خطبہ اچھی طرح سنتی تھی حالانکہ میں عورتوں میں سب سے آخر میں ہوتی تھی۔ آپﷺ مسجد میں براہ راست مردوں کے ساتھ مخاطب ہوتے البتہ اگر انہیں محسوس ہوتا کہ ان کی آواز خواتین تک نہیں پہنچی ہوگی تو علیحدہ سے ان کی طرف تشریف لاتے۔ خواتین فجر اور عشاء کی نمازوں میں مسجد نبوی میں شامل ہوتیں۔ آپﷺ نے ایک دروازہ ان کے لیے مختص کر دیا تھا جسے باب النساء کہا جاتا تھا۔ آج بھی یہ دروازہ اسی طرح موجود ہے اگرچہ اب یہ خواتین کے راستے کے طور پر استعمال نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ ایک عورت رسول اللہﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ’آپﷺ کی احادیث مردوں نے لے لیں (یاد کر لیں) آپﷺ اپنی طرف سے ہم عورتوں کے لیے بھی ایک دن مقرر فرمائیں جس میں ہم آپﷺ کے پاس آیا کریں‘ تو آپﷺ ہمیں اس میں سے سکھائیں جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ تو آپﷺ نے فرمایا، ’فلاں دن فلاں جگہ تم اکٹھی ہوا کرو۔‘ تو وہ اکٹھی ہوئیں۔ چنانچہ رسول اللہﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ نے جو باتیں آپﷺ کو سکھائی تھیں، ان میں سے آپﷺ نے ان (عورتوں) کو بھی سکھایا۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپﷺ خواتین کو امور دین سکھانے کے لیے اپنا کوئی نمائندہ ان کے پاس بھیج دیتے۔

3. گھروں میں خواتین کی تعلیم کا ماحول فراہم کرنا:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰـهِ وَالْحِكْمَةِ ۚ اِنَّ اللّٰـهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْـرًا۔

’اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور حکمت (کی باتیں سنائی جاتی ہیں) ان کو یاد رکھو۔ بے شک اللہ باریک بین اور باخبر ہے‘۔

اس حکم کی روشنی میں آپﷺ نے ازواج مطہراتؓ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی تاکہ وہ انتہائی قربت کی بنا پر آپﷺ کے قول و فعل کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے انہیں دوسروں تک پہنچا سکیں۔امہات المومنینؓ کی موجودگی میں صحابہؓ اور صحابیاتؓ کی طرف سے پوچھے جانے والے سوالات کے جواب دیتے تاکہ وہ براہ راست قران و حدیث کے احکام بخوبی جان سکیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ آپﷺ پر ایمان لانے والی نہ صرف پہلی خاتون تھیں بلکہ پہلا فرد تھیں جنہوں نے ایمان لانے کے بعد اپنی بچیوں حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت فاطہ ؓکو اسلام میں شامل کیا اور قرآن کے ہرآنے والے حکم کےساتھ ساتھ ان کی تربیت کی۔ نتیجتہً حضرت خدیجہﷺ دنیا کی چار بہترین خواتین میں سے ایک قرار پائیں، حضرت فاطمہؓ جنت کی خواتین کی سرداراور ان کے تربیت یافتہ حسنینؓ جنت میں نوجوانوں کے سردارقرار پائے۔ سیدہ فاطمہؓ چھوٹی عمر ہی میں والدہ ماجدہ سے محروم ہو گئی تھیں اسی لیے ان کی خصوصی تعلیم و تربیت رسول اللہﷺ ہی نے فرمائی ۔انہیں دین کی بنیادوں، قانون اور شریعت کے تمام احکام بتائے اور اُن سب امور میں انہیں ماہر کامل بنا دیا جن کی بدولت انہوں نے خواتین عالم کا سردار بننا تھا۔ گھروں میں تعلیم کے حوالے سے غلام خواتین لونڈیوں اور مددگار خواتین کو بھی بنیادی تعلیم دینے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ خواتین کے لیے مخصوص درسگائیں نہ ہونے اور آزادانہ اختلاط کی نفی کے باعث خواتین اپنے والدین یا قریبی اعزّہ و اقرباء سے علم حاصل کرتیں اور اپنے رشتہ داروں کو ہی اس کی تعلیم دیتی ہیں۔

والدین کی ذمہ داریوں میں اولاد کی تعلیم و تربیت کا اہم مقام ہے البتہ والدین کے بعد شوہر پر بھی خواتین کو تعلیم دینے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ آپﷺ نے مردوں کو راغب کیا کہ وہ قران مجید کے مخصوص حصوں کی تعلیم خواتین کو بھی دیں۔ آپﷺ نے فرمایا، ’بے شک اللہ نے سورہ البقرہ کو ایسی دو آیات پر ختم کیا ہے جو مجھے اس مخصوص خزانے سے دی گئی ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے۔ پس تم خود بھی انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ نماز قران اور دعا ہے‘۔ سیدنا مالک بن حویرث ؓبیان کرتے ہیں کہ ہم چند نوجوان رسول اللہﷺ کی خدمت میں علم سیکھنے کے لیے بیس دن تک رہے۔ جب آپﷺ نے محسوس کیا کہ ہمیں گھر جانے کی جلدی ہے تو فرمایا۔’ اپنے گھر والوں کی طرف واپس جاؤ، انہی میں رہو، ان کو دین سکھاؤ اور دین کی باتوں پر عمل کرنے کا حکم دو‘۔

4۔ سوالات پوچھنے پر خواتین کے مسائل جاننے کی حوصلہ افزائی:

سورہ مجادلہ میں حضرت خولہ بنت ثعلبہ کے اپنے شوہر کی طرف سے ظہار کے معاملات میں رسول اللہﷺ سے استفسار پردرج ذیل آیت نازل ہوئی۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ

’یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے‘۔

اُم سلیمؓ حضور اکرمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا یا رسول اللہ! ’خدا حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ کیا عورت پرخواب میں غسل واجب ہوتا ہے؟ ام المومنین حضرت اُم سلمہؓ یہ سوال سن کر بے ساختہ بول پڑیں کہ تم نےعورتوں کی بڑی فضیحت کی، بھلا کہیں عورتوں کو بھی ایسا ہوتا ہے؟ آنحضرتﷺ نے فرمایا،’ کیوں نہیں ورنہ بچے ماں کے ہم شکل کیوں ہوتے؟‘۔

خواتین کو حصول علم پر ابھارنے کے لیے انصار کی خواتین کو بطور نمونہ پیش کرتے ہوئے آپﷺ نے فرمایا، ’انصارکی خواتین بھی کیا خوب ہیں جنہیں حیا دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے سے نہیں روکتی‘۔ رسول اللہﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ حضرت اسماء بنت یزید انصاریہؓ جو کہ ایک دیندار اورعقلمند خاتون تھیں، عورتوں کی ایک جماعت کی نمائندہ بن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور فرمانے لگیں، ’کہ آپ ﷺ کو اللہ سبحانہ و تعالی نے مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے اسی لئے ہم عورتیں اللہ پراورآپﷺ پر ایمان لائیں ۔ لیکن ہم عورتیں پردہ نشیں ہیں، گھروں میں رہتی ہیں، خاوندوں کی خواہشات پوری کرتی اوران کی اولاد کی پرورش کرتی ہیں، چنانچہ مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھ جاتے ہیں۔ جمعہ اور جماعت کی نماز میں شریک ہوتے، بیماروں کی عیادت کرتے، جنازوں میں شرکت کرتے، حج پر حج کرتے اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے ہیں اور جب وہ حج یا جہاد پر جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں، ان کے لئے کپڑے بنتی ہیں اور انکی اولاد کو پالتی ہیں توکیا ہم ثواب میں ان کی شریک نہیں؟ حضورﷺ یہ سن صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اورارشاد فرمایا : ’تم نے دین کے بارے میں اس عورت سے بہتر سوال کرنے والی کوئی سنی؟ صحابہؓ نے فرمایا : ’یا رسول اللہﷺ! ہمیں گمان بھی نہ تھا کہ کوئی عورت بھی ایسا سوال کر سکتی ہے‘۔ حضورﷺ حضرت اسماء کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا : ’غور سے سن، جن عورتوں نے تجھے بھیجا ہے انہیں واپس جا کر بتا دے کہ تمہارا اچھی طرح خانہ داری کرنا اپنے شوہروں کو خوش رکھنا اور ان کے ساتھ سازگاری کرنا مردوں کے ان تمام کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کیے ہیں‘۔ یہ سن کر حضرت اسماءؓ خوشی خوشی کلمہ پڑھتے اور تکبیر کہتے ہوئے واپس ہو گئیں۔

حضرت عائشہؓ، حضرت ام سلمہؓ اور دیگر ازواج مطہرات آپﷺ سے قران کے احکام کی وضاحت اور آپ کی احادیث کے متعلق جاننے کے لیے اکثر سوال کرتیں اور آپﷺ ہمیشہ جواب دیتے اور یوں خصوصاً حضرت عائشہ صدیقہؓ قرآن کی ایک ایک آیت کا شان نزول جان گئیں، جبکہ نصف قرآن ان کے نبیﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل نازل ہوا تھا۔ خواتین کے ذاتی اور ازدواجی زندگی سے متعلق مختلف مسائل امہات المومنینؓ نے آپﷺ کی تعلیم اور گھر والوں کے ساتھ عمل کے ذریعے سیکھے تاکہ خواتین کو ان کی تعلیم دے سکیں، مثلاً حیض و نفاس و جنابت کے مسائل، طہارت اور پاکی کے مسائل، ازدواجی زندگی کے مسائل و دیگر۔

5۔ خواتین کی عمومی تعلیم کے دائرہ کار کی وضاحت کی گئی:

اسلامی نقطہ نظر سے عورت کی بنیادی تعلیم و تربیت وہ ہے جو اسے ایک بہترین بیوی، بہترین ماں، بہترین گھر والی بنائے کیونکہ اسے خاندانی نظام میں بنیادی طور پر گھر اور بچوں کی ذمہ داری دی گئی ہیں اور اسی حوالے سے وہ آخرت میں مسئول ہوگی۔ چنانچہ عورت کو ان علوم کی تربیت دی جانی چاہیے جو اس کے بنیادئ دائرے میں اس کے لیے زیادہ سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو۔ اس کے ساتھ دین کا اتنا بنیادی علم حاصل کرنا اس کے لیے واجب ہے کہ اسے اپنے عقیدے کے بارے حقیقی اور یقینی معرفت حاصل ہو جائے تاکہ وہ شرک سے بچ سکے، عبادت کو شریعت کے مطابق بہ احسن ادا کر سکے، حلال اور حرام اورکو جان سکے اوراپنے اخلاق کو سنوارتے ہوئے اپنے خاندان اور دیگرافراد معاشرہ کے ساتھ تعلقات کو درست رکھ سکے۔ یہ بنیادی علوم درسگاہوں میں پڑھ کر، مسجدوں میں سن کر، اور ذرائع ابلاغ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ان حوالوں سے لڑکیوں کی تعلیم بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ ان کی گود میں نئی نسل نے پروان چڑھنا ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ایک مرد کو تعلیم دینا ایک فرد کو تعلیم دینا ہے اور ایک عورت کو زیور تعلیم سے اراستہ کرنا ایک خاندان کو تعلیم کی دولت عطا کرنا ہے۔ البتہ جو خواتین غیرمعمولی عقلی و ذہنی صلاحیتیں رکھتی ہوں اور دیگر علوم و فنون کی اعلی تعلیم بھی حاصل کرنا چاہتی ہوں تو ان کے لیے ازواج مطہراتؓ اور صحابیاتؓ اور خواتینِ اسلام کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں جن سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

6۔ اسلامی علوم میں تخصص کی ترغیب:

ازواج مطہراتؓ اور دیگر صحابیاتؓ نے عہد نبویﷺ میں ہی قران کے حفظ و تفسیرکے ساتھ احادیث کو لکھنا شروع کیا۔ ازواج مطہراتؓ آپﷺ سے مسائل پوچھتیں اور خواتین کے مسائل کے جوابات دیتیں۔ آپﷺ کے وصال کے بعد یہ سلسلہ وسیع تر ہوتا گیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فقیہہ امت کے لقب سے مشہور ہیں۔ وہ قرآن ،حدیث، فقہ، فرائض، حلال و حرام، اشعار، طب و حکمت غرض کہ بہت سے علوم میں اپنے زمانے میں سب

سے آگے تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ پوری امت کی معلمہ تھیں اور انہوں نے آپﷺ کے وصال کے بعد اڑتالیس سال امت کی تعلیم و تربیت میں گزارے۔ آپؓ صائب الرائے مانی جاتیں اور اکابرصحابہؓ بھی اپنے اختلافات کے فیصلہ میں ان کی رائے کو تسلیم کرتے حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ بھی۔ حضرت ابو موسی اشعریؓ فرماتے کہ ہم اصحاب کو کوئی مشکل بات کبھی پیش نہ آئی کہ ہم نے حضرت عائشہؓ سے رجوع نہ کیا ہو اور معلومات حاصل نہ کی ہوں۔

محدثینؒ نے روایتِ حدیث کے لحاظ سے صحابہ کے پانچ طبقے قرار دیے ہیں اور تقریبا ہر طبقہ میں صحابہؓ کے ساتھ صحابیاتؓ بھی شامل ہیں ۔ حضرت سیدہ عائشہؓ کاشمار ہزار یا اس سے زیادہ روایت والے اول طبقہ مکثرین میں ہوتاہے۔ دیگر طبقات میں بھی بکثرت صحابیات شامل ہیں۔ مولانہ قاضی اطہر صاحب مبارکپوری نے'اپنی کتاب 'خواتین اور اسلام کی دینی و علمی خدمات' میں لکھا ہے کہ طبقات صحابیاتؓ میں فقیہات و مفتیات اور محدثات کی تعداد 40 کے لگ بھگ ہے۔ مسجد الحرام، مسجد نبوی، کوفہ اور بصرہ کی مساجد میں خواتین کے حلقہ دروس ہوتے تھے۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ ان میں سے کسی خاتون نے بھی تحصیل و ترویج علم کے ساتھ اپنے خاندانی کردار کو کم تر نہیں جانا۔

7. اسلامی علوم کے علاوہ دیگر علوم کے حصول کی اہمیت:

آپﷺ نے حصول علم کے ضمن میں خواتین کے لیے دینی علوم کے علاوہ دیگر فنون اور مہارتیں سیکھنے کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی۔ بہت سے صحابیاتؓ لکھنا بھی جانتی تھیں۔ شفا بنت عبداللہؓ کو اس میں خاص شہرت حاصل ہے، انہوں نے ایام جاہلیت میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ حضرت حفصہؓ کے شوق علم کو مدنظر رکھتے ہوئے آپﷺ نے سیدہ شفا بنت عبداللہ ؓسے فرمایا،' کیا تم انہیں (حفصہؓ کو) نملہ (چیونٹی کے کاٹنے) کا دم نہیں سکھا دیتیں جس طرح تم انہیں پہلے کتابت سکھا چکی ہو'۔اس کے علاوہ حضرت حفصہؓ، ام کلثومؓ بنت عقبہ، اور کریمہ بنت المقدادؓ بھی لکھنا جانتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو پڑھنا آتا تھا لیکن لکھنا نہیں آتا تھا۔ چند صحابیاتؓ علم و ادب اور لسانیت کی بھی ماہر تھیں۔

صحابیاتؓ متعدد علوم میں ممتاز تھیں، مثلاً حضرت ام سلمہؓ کو حدیث و فقہ کے علاوہ علم اسرار سے بھی پوری واقفیت تھیں۔ خطابت میں اسماءؓ بنت سکن اور خوابوں کی تعبیر میں اسماءؓ بنت عمیس مشہور تھیں جن سے حضرت عمرؓ اکثر خوابوں کی تعبیر پوچھتے تھے۔ طب اورجراحی میں رفیدہ اسلمیہؓ، ام مطاعؓ، اُم کبشہؓ، حمنہ بنت جحشؓ، معاذہؓ، لیلیٰؓ، اُم زیادہؓ، ربیع بنت معوذ ؓ، اُم عطیہؓ اور اُم سلیمؓ مہارت رکھتی تھیں۔ آپﷺ کے مرض موت میں حضرت اُم سلمہؓ اور حضرت اسماء بنت ابو بکرؓ نے ذات الجنب تشخیص کر کے دوا پلائی، آپﷺ کو افاقہ ہوا تو فرمایا، یہ مشورہ اسماءؓ نے دیا ہو گا، وہ حبشہ سے اپنے ساتھ یہی حکمت لائی ہیں۔ حضرت اسماءؓ نظر کی جھاڑ

پھونک کا دم کرتی تھیں، جس کی آپﷺ نے تصدیق کی۔ رفیدہ اسلمیہؓ کا خیمہ جس میں جراح خانہ بھی تھا، مسجد نبوی کے پاس تھا۔

مسند احمد بن حنبل کی متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابیاتؓ عموما کپڑا بنا کرتی تھیں، (یعنی اس فن کو جانتی تھیں) جو ان کو اور ان کی اولاد کو کافی ہوتا تھا۔ تجارت کا فن اور معلومات بھی صحابیاتؓ کی دسترس میں تھا۔ حضرت خدیجہؓ کی تجارت وسیع پیمانے پر تھی اور کچھ صحابیاتؓ عطر کی تجارت کرتی تھیں۔ حضرت اُم سلمہؓ کھالوں کی دباغت کیا کرتی تھیں۔ مدینہ یا اردگرد کے سرسبز مقامات میں عموماً انصاری خواتین کاشتکاری بھی کرتی تھیں۔

اگرآپﷺ دیگر علوم کی حوصلہ افزائی نہ فرماتے تو آج ہم سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں ابن عبدالبر کا یہ قول نہ پڑھتے کہ سیدہ عائشہؓ تین علوم میں یکتائے زمانہ تھیں،علم فقہ، علم طب اور علم شعر۔ لوگوں کو سیدہ عائشہؓ کے شعر و ادب کی آگاہی سے کہیں زیادہ ان کی طبی معلومات پر حیرت ہوتی تھی۔ ابن ابی ملیکہؓ نے آپؓ سے کہا کہ آپؓ کی شاعری پر ہمیں کوئی تعجب نہیں ہوتا کیونکہ آپؓ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں، جن کی فصاحت و بلاغت مانی ہوئی تھی، لیکن طب آپؓ نے کہاں سے سیکھ لی؟ انہوں نےجواب دیا کہ جب نبیﷺ کو کوئی مرض لاحق ہوتا اور باہر سے حاضر خدمت ہونے والے وفود اس کا علاج بتاتے تو میں اس کو یاد کر لیتی۔ سیدہ عائشہؓ کی حساب دانی کے باعث اکابر صحابہؓ آپؓ سے میراث کے مسائل دریافت کرتےتھے۔ صحابہؓ اور تابعین حضرت اُم عطیہؓ سے میت کے نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے۔ انہی بنیادوں پر بعد کے ادوار میں خواتین اسلام نے تدریس، سائنس، طب، حساب دانی، تحقیق اور مختلف دائرہ کار میں کارہائے نمایاں انجام دئے۔

8۔ شرعی حدود کے ساتھ تعلیم و تعلّم کے رویے پروان چڑھائے گئے:

اسلامی معاشرے میں حجاب اور پردے کی تقفین کا بنیادی مقصد اور منشا عورتوں کو بیجا اختلاط سے بچانا اور باوقار طریقے پر اپنی زندگی گزارنا، معاشرے میں کسی قسم کی زیادتی سے بچانا اور انفرادی اور اجتماعی بے راہ روی اور بدخلاقی کا سد باب تھا۔ اس صورتحال کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ عورت کی سرگرمیوں اورنقل و حرکت پر پابندی عائد کر دی جائے اور وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو اپنے خاندان اور معاشرے کے لیے تعمیری انداز میں بروئے کار نہ لا سکے۔ انہی مقاصد کے پیش نظر نبوی دور میں حتّی الامکان خواتین کی علیحدہ سے تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا اور جہاں اختلاط ناگزیر تھا وہاں اس حوالے سے اصول و ضوابط مدون کیے گئے۔ ان تفاصیل کو ہم گھروں اور مساجد میں تعلیم کے انتظامات کی صورت میں دیکھ چکے ہیں۔ تاریخ کے ہر دور میں مسلم خواتین معاشرے مین فعال رہیں، ان کے شرح خواندگی سو فیصد رہی، لیکن کہیں مخلوط معاشرے کا

سراغ نہیں ملتا۔ مسلمان عورتوں نے اسی حیا وحجاب میں رہ کر انفرادی اور معاشرتی زندگی میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے علمی کردار و عمل سے انسانیت کے لئے انمٹ نقوش چھوڑے۔

9۔ تحصیلِ علم کے ساتھ تربیت و کردار سازی:

قران مجید اوراحادیث مبارکہ میں اس حقیقت کی بھرپور وضاحت کر دی گئی ہے کہ علم ہی درحقیقت معرفت الہٰی کا ذریعہ ہے اور پھر دیگر ایمانیات اور اس کے تحت عبادات، اخلاقیات اور معاملات کو جاننے کا بھی۔ یوں انسان کے عمل کی بنیاد درحقیقت علم پر ہی رکھی جاتی ہے۔ امام غزالیؒ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بےعلم کوانسان اس لیے قرارنہیں دیا کہ جو صفت انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کرتی ہے وہ علم ہی ہے۔ علم کے ساتھ عمل نہ ہو تو وہ علم نافع نہیں ہوتا۔ آپﷺ نے ازواج مطہراتؓ کی ہر موقع پر تربیت کی ۔۔ حضرت عائشہؓ کو آخرت کی یاد آئی اور رو پڑیں اور امید سے پوچھا کہ آپﷺ اس دن ہمیں یاد رکھیں گے نا! تو آپﷺ نے فرمایا کہ آخرت کے تین مراحل میں کوئی بھی کسی کو یاد نہیں رکھ سکے گا۔۔ حضرت عائشہؓ کا بکری صدقہ کرنا اور اس کے حوالے سے طرز فکر۔۔ حضرت عائشہؓ کا تصویروں والا پردہ لٹکانا اور آپﷺ کا ردعمل۔۔۔ حضرت فاطمہؓ کا آپﷺ کے سفر سے واپسی پر اپنے گھر کے دروازے پر پردے کا اہتمام اور حسنین کو کنگن پہنانا اور آپﷺ کا ردعمل ۔۔ حضرت فاطمہؓ کا اپنی تنگدستی کی شکایت کے ساتھ ملازم طلب کرنا اور آپﷺ کا تسبیح کی تلقین کرنا اور فرمانا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم جنت میں خواتین کی سردار کے رتبے پر فائز ہو اور دنیا کی چار بہترین عورتوں میں سے ہو؟ ازواج کے درمیان معمولی سے رشک کے واقعات پر انہیں تنبیہ کرنا اور جن کا دل دکھا ہو ان کی دلجوئی کرنا۔۔ یہ سب مواقع علم وعمل کے ذریعہ سے تربیت کی اہمیت واضح کر رہے ہیں۔

10۔ علم کے ساتھ دعوتِ اسلام اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سونپا گیا:

دعوت و تبلیغ ایک ایسا فریضہ ہےکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اِعلانِ نبوت کے اَوّل روز سے لے کر آخری سانس تک اس میں کوئی اِنقطاع واقع نہیں ہوا۔ آپﷺ کے بعد یہ اَہم ذمہ داری تا قیامت اُمتِ مسلمہ کو منتقل کر دی گئی۔ یہ فریضہ مرد اور عورت کے درمیان کسی تفریق کا حامل نہیں ہے۔ عورت کی ذمہ داری صرف اُمورِ خانہ داری، شوہر اور بچوں کی خدمت تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ فریضۂ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں وہ مرد کے ساتھ یکساں شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعوتی وتبلیغی جد وجہد اور تربیت کا مرکز مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی بنایا، آپﷺ کی تعلیم وتربیت کے نتیجے میں جس طرح خدا پرستی کا مثالی جذبہ مردو ں میں

پیدا ہوا اسی طرح خواتین میں بھی انقلابی روح پیدا ۔ خواتین اسلام کو بھی درج ذیل آیات قرآنی کی روشنی میں یہ فریضہ سونپا گیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ

’مومنو! تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کی ہدایت کیلئے میدان میں لایا گیا ہے کہ تم نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو‘۔

وَٱلْمُؤْمِنُوْنَ وَٱلْمُؤْمِنَٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍۚ يَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ

’اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں‘۔

اَلْمُنَافِقُوْنَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْـهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَـهُـمْ ۚ نَسُوا اللّـٰهَ فَنَسِيَـهُـمْ ۗ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ هُـمُ الْفَاسِقُوْنَ

’منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں، برے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں اور ہاتھ بند کیے رہتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے سو اللہ نے انہیں بھلا دیا، بے شک منافق وہی نافرمان ہیں‘۔

مذکورہ بالا آیات مبارکہ کی رُو سے مرد کے ساتھ دین کی ترویج و اقامت میں عورت کا کردار نہایت اَہمیت کا حامل ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ تبلیغِ اسلام میں مردوں کے ساتھ عورتوں نے بھی ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دینِ اسلام کو پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ تاریخ کے اوراق نامور خواتین کے عظیم کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان میں اُمہات المومنینؓ اور صحابیات کرامؓ جیسے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت فاطمۃ الزہراؓ، حضرت سمیہؓ، حضرت اُمِ عمارہ ؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت اُمِ سلمہؓ، حضرت اسماءؓ، حضرت فاطمہؓ بنتِ خطاب کا شمار صفِ اول میں ہوتا ہے۔ ان خواتین کے جذبہ دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو کر بہت سے جید صحابہ کرامؓ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اس فریضہ کی انجام دہی میں خواتین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا، انہیں اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق ہونا پڑا حتیٰ کہ انہیں اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر گھر بار کو خیر باد کہنا پڑا، مگر انہوں نے راہِ حق میں آنے والے ہر طرح کےمصائب و آلام کا صبر و استقامت سے مقابلہ کیا اور اس فریضہ کی ادائیگی میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

11۔ احساس مسئولیت پیدا کیا گیا:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ تعلیم و تعلّم اور دعوت و تبلیغ کا فریضہ بلا تفریق مرد و عورت امت مسلمہ کو تفویض کیا گیا ہے چنانچہ تمام فرائض کے حوالے سے مسئولیت کا احساس اس ضمن میں بھی واضح ہے۔

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا. 'پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے محمد) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے'۔

'كلُّكم راعٍ وكلُّكم مسؤول عن رعيتِهِ'. 'تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور اس سے اپنے زیر نگرانی افراد کے بارے سوال کیا جائے گا'۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: 'اِغْتَنِمْ خمساً قَبْلَ خمسٍ، شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَ صِحَتَكَ قَبْلَ سُقمِكَ وَ غِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَ فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَ حَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ'. 'پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت شمار کرو! اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو اپنی تنگدستی سے پہلے، اپنی فراغت کو اپنی مشغولیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے'۔

12۔ علمائے امت کا ازواج مطہراتؓ، دیگر صحابیاتؓ اور اہل علم خواتین کو خراج تحسین پیش کرنا:

آپﷺ کے رویّوں کو بنیاد بناتے ہوئے جلیل القدرصحابہ کرامؓ اور بعد کے ادوار میں بھی مرد علماء نے ہمیشہ خواتین کے علمی مقام و مرتبے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس کا اعتراف کیا۔ کبارصحابہؓ بھی امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ سے مسائل پوچھتے اور اپنے کسی اختلاف رائے میں ان کو فیصلہ ساز بناتے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور زید بن ثابتؓ نے ایک مسئلہ میں اختلاف کے وقت اُم سلیم کو حکم بنایا۔ حضرت ربیعؓ بنت معوذ بن عفراء کا مقام یہ تھا کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت زین العابدینؒ ان سے مسائل دریافت کرتےتھے۔ علامہ ابن حزمؒ نے اپنی کتاب 'جوامع السيرة و خمس رسائل اخرى لابن حزم' کے اندر 2560 احادیث روایت کرنے والی کم و بیش 125 صحابیاتؓ کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے 2210 حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے روایت کرنے والے صحابہؓ اور تابعین کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔ علا ابن قیم نے 'اعلام الموقعین' میں لکھا ہے، 'اگر اُم سلمہؓ کے فتوے جمع کیے جائیں تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے'۔ اسد الغابہ' اور 'الاصابہ فی تمیزالصحابہ' میں 500 سے زائد صحابیاتؓ کے تراجم موجود ہیں۔ 'تہذیب التہذیب' میں 233 خواتینِ اسلام کا ذکر ہے جن میں بیشتر صحابیاتؓ ہیں۔

دورِ تابعین کی خواتین سے لے کر تیرہویں صدی تک مشہور خواتین محدثات اور دیگر علوم میں یکتائے زمانہ خواتین کی خدمات کا بھی علماء نے اعتراف کیا ہے۔علم جرح و تعدیل کی مشہور کتاب 'میزان الاعتدال' کے مؤلف امام ذہبیؒ نے حدیث کی خدمت کرنے والی خواتین کے بارے میں سنہری الفاظ لکھے کہ 'میں نے آج تک کسی خاتون کو مہتم بالکذب یا متروک نہیں پایا'۔ محمد اکرم ندوی لکھتے ہیں کہ میں نے دس سال کی محنت سے آٹھ ہزار خواتین محدثات کی سوانح حیات تیارکی ہیں جن میں بہت سی محدثات قاضی، امام، حافظ اور دیگر ماہرین

علوم کی بیٹیاں تھیں۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ماہرین علوم مرد حضرات خواتین کی تعلیم کو عزت افزائی کی نظر سے دیکھتےاور انہیں علمی اعتبار سے اپنے معاصر اہل علم میں شمار کرتے تھے۔ تابعین کے دور میں جب ایاس بن معاویہ کے سامنے حسن بصری اورابن سیرین کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے برملا کہا کہ میرے لیے حفصہ بنت سیرین سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ اسی طبقہ سے تعلق رکھنے والی ایک اور مشہور خاتون اُم الدرداء الصغریٰ ہیں، جن کے شاگردوں میں ابو قلابہ، رجاء بن حیاۃ، مکحول اور زید بن اسلم جیسے جلیل القدر تابعین شامل ہیں۔ ابن شہاب زہری نے قاسم بن محمد کوحصول علم کے لیے حضرت عائشہؓ کی شاگردِ خاص عمرہ بنت عبدالرحمن کے پاس بھیجا۔ قاسم بن محمد کا کہنا ہے کہ ان کے پاس جا کے مجھے ایسا لگا کہ وہ کبھی نا خشک ہونے والا سمندر ہیں۔ عمرہ کے شاگردوں میں ابوبکر بن حزم مایہ ناز قاضی بھی ہیں، جنہیں عمر بن عبدالعزیز نے بطور خاص حکم دیا کہ وہ عمرہ کی تمام تر احادیث کو احاطہ تحریر میں لائیں۔ سعد بن وقاصؓ کی صاحبزادی عائشہؓ کے حلقہ تلامذہ میں امام مالکؒ، ایوب سختیانیؒ اور حکم بن عتیبہؒ جیسے فقہاء و محدثین نظر آتے ہیں۔ جلیل القدرمحدث ابن عساکرؒ فرماتے ہیں کہ میرے اساتذہ میں اسّی سے زیادہ خواتین ہیں ۔
تیسری صدی میں امام احمد بن حنبل کی اہلیہ اور دیگر بہت سی قابل ذکرخواتین نے حدیث رسولﷺ پر بڑے بڑے محدثین کی موجودگی میں باقاعدہ درس دیے۔ زینب بنت سلیمان نے جو پیدائشی طور پر ایک شہزادی تھیں، حدیث رسولﷺ میں ایسی دلچسپی کا مظاہرہ کیا کہ بڑے بڑے نامور محدثین آپ سے روایت کرنے لگے۔ حضرت علی کی پوتی نفیسہ کی علمی فضیلت کے لیے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ امام شافعیؒ نے آپ سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا۔ کریمہ المروزیہ صحیح بخاری کی روایت میں یکتائے زمانہ تھیں اوران کا نسخہ چند معتمد نسخوں میں شمار ہوتا ہے جس کی تعریف حافظ ابن حجرعسقلانیؒ نے بھی فتح الباری میں کی ہے۔ بڑے بڑے ائمہ جن میں بوبکرالخطیب البغدادیؒ بھی شامل ہیں، بغداد سے مکہ پہنچ کر کریمہ سے صحیح بخاری کا سماع کرتے تھے۔ خواتین کی یہ علمی خدمات بعد کے ادوار میں بھی جاری رہیں جن سے کثیر تعداد میں خواتین و حضرات مستفید ہوتے رہے اور ان کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے رہے۔

خلاصہ:

علم کی اہمیت کو جانتے اور سمجھتے ہوئے ضروری ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر عموماً اور خصوصاً خواتین کی ناخوندگی کو مٹایا جائے جو آج عالم اسلام میں عام ہے اور امت مسلمہ کے لئے شرمندگی کا باعث ہے۔ علماء کو یہ اعلان کرنا چاہئے کہ اس برائی سے چھٹکارا پانا شرعاً ضروری ہے کیونکہ اس نے مہذب قوموں کے مقابلے میں امت کو پسماندگی کا شکار بنا رکھا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے دین کی سوجھ بوجھ حاصل کرنا اور معاشرتی بقا و استحکام کے لیے سائنسی، معاشی و معاشرتی علوم کو حاصل کرنا ہرمسلمان کا فریضہ ہے۔

اس کے بعد مختلف میدان میں تخصص حاصل کرنا کثیر التعداد افراد کے لیے فرض کفایہ ہے تاکہ ہر شعبے میں اعلی معیار کے تربیت یافتہ افراد پیدا ہو سکیں اور ہمیں بیرونی ماہرین پر انحصار نہ کرنا پڑے۔ تشکیل و تعمیر معاشرہ میں خواتین کے اہم کردار کے باعث مسلم علماء اس پرمتفق ہیں کہ خواتین کی تعلیم میں تساہلی پرہمیں اللہ تعالی کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔ آج بہت سے مسلم معاشروں میں تمام خواتین کو وہ تعلیمی حقوق حاصل نہیں ہیں جن کا احاطہ سطور بالا میں کیا گیا ہے۔ یہ سماجی مسئلہ بھی ہے اور حکومتی سطح پرعزائم، منصوبہ بندی اوروسائل کا مسئلہ بھی ہے۔

ضرورت ہے کہ علم کا تعلق انہیں اصول و ضوابط کے ساتھ مستحکم کیا جائےجو سیرت طیبہﷺ کی راہنمائی میں متعین ہوئے ہیں، اسی روشنی میں عمل پیرا صحابیاتؓ اور دیگر بلند حوصلہ مسلم خواتین کے کارناموں کو اپنایا جائے اورانہیں کے نقشِ قدم پر فروغِ اسلام اور تعمیرِمعاشرہ کے لیے موجودہ عہد کی خواتین کو تعلیم یافتہ اور معاشرے کے لیے کارآمد فرد بنایا جائے۔ خواتین کے حصول علم کے لیے اسلامی حدود کی پاسداری اور حتی الامکان مردوں سے اختلاط کو بچاتے ہوئے ایسا عملی میدان و ماحول اور سہولیات فراہم کی جائیں جس میں وہ فطری آزادی کے ساتھ اپنی شخصیت کی تعمیر اور صلاحیتوں میں اضافہ کرتے ہوئے اپنی بنیادی اور بیرون خانہ خود اختیاری ذمہ داریوں کو متوازن طور پرادا کر سکیں۔

خواتین کو بھی اس اہم حقیقت کا ادراک کرنا چاہئے کہ انہیں کامیاب انسان اور مسلمان کی حیثیت سے اپنی زندگی گزارنے کے لیے بنیادی دینی و دنیاوی علوم کے ساتھ عصری تقاضوں کا ساتھ دینے کے لیے تعلیم، طب، سماجی بہبود، مسلم دنیا کی تاریخ اور موجودہ حالات و دیگر میں بھی تخصص حاصل کرنا ہوگا۔ تاکہ وہ خصوصی معاشرتی تقاضوں کو پورا کرنے سبب بنیں مثلاً لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ہر سطح پر خواتین اساتذہ درکار ہیں، طبی سہولیات کے لیے خاتون ڈاکٹرز، نرسیں، پیرامیڈیکل سٹاف، ریڈیالوجی ٹیکنیشن و دیگر۔ نیز انہیں دعوت دین کے میدان میں مرحلہ وار اہل خانہ، وسیع خاندان، اہل محلہ، اصلاح معاشرہ، جائے ملازمت و معاشرے کے تمام طبقات حتی کہ غیر مسلموں کو دعوت حق کے لیے مطلوبہ علم کا حصول اور طریقہ کار بھی طے کرنا ہوگا۔

حوالہ جات

القرآن المجید
صحیح البخاری
صحیح مسلم
جامع ترمذی
سنن ابن ماجه
سنن ابو داؤد

مسند احمد
المستدرک للحاکم
البقرہ 2: 31
المجادلہ 58: 11
الرحمان 55: 1-4
القلم 68: 1-2
محمد 47: 24
القمر 54: 17، 22، 32، 40
فاطر35: 28
العلق 96: 1-
آل عمران 3: 110
التوبة 9: 71
التوبة 9: 67
الاحزاب 33: 34
مسند احمد
الزمر 9:39
سنن ابن ماجه، أبواب السنة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم
الجامع الاحکام القران، جلد 4، ص 41
جامع بیان العلم ابن عبدالبر
ابنِ ماجہ ، 1 / 150 ، حدیث : 229
صحيح البخاري - حديث 3461
صحيح البخاري حديث نمبر105
النساء 4: 41
متفق علیہ، صحیح بخاری، كِتَاب النِّكَاحِ
ترمذی، ابواب صبت القیامۃ، باب فی القیامۃ
صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن
صحیح مسلم 2056
صحیح بخاری کتاب العلم باب الحیا فی العلم
قاضی اطہر مبارکپوری، بناتِ اسلام کی علمی و دینی خدمات، 1980
صحیح مسلم 2014
الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج 8، ص، 229-230
صحیح بخاری، 7310
ابو داؤد 3887
مسند احمد
علامہ حافظ ابن حجرالعسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ

محمد بن سعد ، الطبقات الکبری
عز الدین بن الاثیر ابو الحسن علی بن محمد الجزری،اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ
المستدرک حاکم
مسند احمد
علامہ ابن حزم جوامع السیرۃ، جلد 1، صفحہ315- 275
ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج 12، ص 384 - 387
علامہ ابن قیم، اعلام الموقعین جلد 1، ص 10
علامہ ابن اثیر اسد الغابہ، جلد 7، ص 3- 492
ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج 12، ص 516 - 426
اما م محمد غزالی، احیاء علوم الدین، جلد 1
امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال
محمد اکرم ندوی، المحدثات(The women scholars in Islam), آکسفورڈ, لندن
فرحت ہاشمی، حصول علم اور خواتین، الھدی پبلی کیشنز، اسلام آباد ،2017
ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، ج 12، ص 439 - 436
مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی، فروغِ اسلام میں خواتین کا کردار، 2012
فرحت ہاشمی، حصول علم اور خواتین، الھدی پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2017
شعب الایمان للبیہقی
الجامع الاحکام القران
ابن عبدالبر، جامع بیان العلم
الطبقات الکبریٰ لابن سعد
ابی نعیم، معرفة الصحابة
علامہ حافظ ابن حجرالعسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ
محمد بن سعد ، الطبقات الکبری
عز الدین بن الاثیر ابو الحسن علی بن محمد الجزری،اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ
اما م محمد غزالی، احیاء علوم الدین
امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال
محمد اکرم ندوی، المحدثات
علامہ ابن حزم جوامع السیرۃ
ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب
علامہ ابن قیم، اعلام الموقعین
محمد بن سعد الطبقات الکبری
فرحت ہاشمی، حصول علم اور خواتین
مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی، فروغِ اسلام میں خواتین کا کردار